احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

# انصار اللہ

ربوہ

فروری ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

# ایک عظیم الشّان پیشگوئی

مشکوٰۃ المصابیح کی حدیث "یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ" کی وضاحت فرماتے ہوئے سیّدنا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ.......

آئینہ کمالاتِ اسلام میں فرماتے ہیں :۔

"قَدْ أَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ فَفِیْ ھٰذَا اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُؤْتِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ أَبَاہُ وَلَا یَأْبَاہُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِہِ الْمُکْرَمِیْنَ"

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۷۸ حاشیہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ (مسیح موعود) کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزّز بندوں میں سے ہوگا۔

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

# انصاراللہ

ربوہ

تبلیغ ۱۳۷۵ ہش

فروری ۱۹۹۶ء

ایڈیٹر

نصراللہ خاں ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ انصاراللہ

دارالصدر جنوبی۔ ربوہ

## اس ماہ کے شمارہ میں



جلد نمبر ۳۷ شمارہ نمبر ۲

## شرح چندہ

پاکستان ______ ساٹھ روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ ______ چھ روپے

اداریہ

# "پیشگوئی مصلح موعود"

## سیّدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا روشن نشان

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا..... نُور آتا ہے نُور جس کو خُدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سَر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

یہ پُرشوکت الفاظ اس عظیم الشان پیشگوئی کے اوّل و آخر سے لئے گئے ہیں جس میں ایک عظیم المرتبت وجود کی ولادت کی خبر دی گئی تھی۔ جس نے دنیا میں دینِ حق کی شان و شوکت قائم کرنی تھی۔ اس پیشگوئی (مصلح موعود) کا پس منظر یہ ہے۔ کہ سیّدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے تمام مذاہبِ عالم کے راہنماؤں کو دعوت دے رکھی تھی کہ اگر وہ دینِ حق کی صداقت پرکھنا چاہتے ہیں اور زندہ خدا تعالیٰ۔ زندہ رسول ؐ اور زندہ کتاب قرآن حکیم کا ثبوت چاہتے ہیں۔ تو وہ آئیں اور دیکھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل اتّباع اور غلامی میں مجھے شرفِ مکالمہ مخاطبہ حاصل ہے اور وہ مجھے اپنی تائید و نصرت اور فتح مبین کی بشارتیں دیتا ہے۔ اور نہایت روشن اور مصفّٰی نشان ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ..... کی اس صلائے عام کہ حق کے متلاشی آپ کے پاس آکر نشان دیکھیں قادیان کے آریوں نے درخواست کی کہ آپ دُور دراز کے رہنے والوں کو دعوتِ نشان نمائی دیتے ہیں۔ ہم قادیان میں رہتے ہیں ہمیں اپنے مقرّبِ الٰہی ہونے کا ثبوت دیں۔ گویا ایک طرح دینِ حق کی صداقت اور اس کے دائمی اثمار و برکات کا ثبوت طلب کیا گیا تھا۔ اس پر حضرت اقدس نے ہوشیار پور خلوت و تنہائی میں چلّہ کشی کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و رحمت کا ایک "نشانِ رحمت" دیا۔ جس کا اعلان آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں کیا۔ آپ نے ایک عظیم الشّان "پسرِ موعود" کے ظہور کی خبر دی۔ جس کی علامات اور اوصاف اشتہار مذکورہ میں ہیں۔

یہ پیشگوئی اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور صلحائے اُمّت کی پیش خبریوں کے مطابق حضرت مسیح موعود..... کو ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو فرزند عطا کیا گیا جس پر پیشگوئی مصلح موعود کے ایک ایک لفظ کا اطلاق ہوا۔ پس "۲۰۔ فروری" نشان ہے حق و صداقت کا اور ثبوت ہے زندہ خدا اور زندہ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا۔

## امام الکلام

# "قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان"

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کو پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں فرمایا:۔

"بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہٖ عزّ و جلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:۔

"مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں، جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے، اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور پاک رسول محمد مصطفےٰ صلعم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھُلی نشانی ملے، اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نُور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوّری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ، مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲ و تبلیغ رسالت)

## کلام الامام

# اس پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں

## جلسہ ہوشیارپور میں پُرشوکت اعلان

جماعت احمدیہ کے دوسرے امام سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ..... ۲۰، فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی "مصلح موعود" کے مصداق ہیں۔ اس کا انکشاف آپ نے ہوشیارپور میں ۲۰۔ فروری ۱۹۴۴ء کو ایک تاریخی جلسہ میں فرمایا:۔

"جس لڑکے کا میں نے ذکر کیا ہے وہ میں ہی ہوں۔ میرے ذریعہ اس پیشگوئی کی بہت سی شقیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے جماعت کا اصرار تھا کہ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کروں مگر میں خاموش رہا۔ حتیٰ کہ گذشتہ جنوری کے مہینہ میں لاہور میں مجھے ایک رویاء دکھایا گیا۔ جس میں مجھے بتایا گیا کہ اس پیشگوئی کا مصداق میں ہی ہوں۔"

"میں اس واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے جو رویاء بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح ہوئی ہے۔ ..... پس میں خدا کے حکم کے تحت قسم کھا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود ..... کی اس پیشگوئی کے مطابق آپ کا وہ موعود بیٹا قرار دیا ہے جس نے زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود ..... کا نام پہنچانا تھا۔"

اس اعلان کے آخر میں نہایت پُرشوکت الفاظ میں فرمایا:۔

"میں آسمان کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں۔ زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ سلسلہ دنیا میں پھیل کر رہے گا۔ حکومتیں اگر اس کے مقابلہ میں کھڑی ہوں گی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گی۔ لوگوں کے دل سخت ہوں گے تو فرشتے ان کو اپنے ہاتھ سے ملیں گے۔ یہاں تک کہ وہ نرم ہو جائیں گے۔ اور ان کے لئے احمدیت میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہے گا۔"

(الفضل ۲۴۔ فروری ۱۹۴۴ء)

عربی منظوم کلام

# إنّی أموتُ ولا یموتُ محبّتی

یا من أحاطَ الخلقَ بالآلاءِ ∴ نُثنی علیک ولیس حَوْلُ ثناءِ

اے وہ ذات کہ نعمتوں سے مخلوق کو احاطہ کئے ہوئے ہے ∴ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تعریف کی طاقت نہیں

أُنظُرْ إلیّ برحمةٍ وعطوفةٍ ∴ یا ملجئی یا کاشفَ الغمّاءِ

میری طرف رحمت اور شفقت سے توجہ کر ∴ اے میری پناہ اور تاریکیوں کو دور کرنے والے

أنتَ الملاذُ وأنتَ کهفُ نفوسنا ∴ فی هذه الدّنیا وبعدَ فناءِ

تو ہی جائے پناہ ہے اور تو ہی ہماری جانوں کی امن ہے ∴ اس دنیا میں بھی اور مرنے کے بعد بھی

أنتَ المرادُ وأنتَ مطلبُ مهجتی ∴ وعلیکَ کلُّ توکّلی ورجائی

تو ہی مراد ہے تو ہی میرے دل کی آرزو ہے ∴ اور تجھ پر ہی میرا سارا توکل اور امید ہے

أعطیتنی کأسَ المحبّةِ ریقَها ∴ فشربتُ روحاءً علی روحاءِ

تو نے محبت کے پیالہ کی صاف شراب مجھ کو پلائی ہے ∴ اور میں نے مسلسل زندگی بخش گھونٹ پئے ہیں

إنّی أموتُ ولا یموتُ محبّتی ∴ یُدری بذکرکَ فی التراب ندائی

میں تو مر جاؤں گا مگر میری محبت نہ مرے گی ∴ میری قبر سے بھی تیری یاد کی ندا آئے گی

(القصائد الاحمدیہ ص ۲۴۶)

## فارسی منظوم کلام

# ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

آنانکہ گشت کوچۂ جاناں مقامِ شاں ⁘ ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ شاں
وہ لوگ جن کی جائے رہائش کوچۂ جاناں بن گئی ہے — اس جہاں کے دفتر میں ان کا نام ہمیشہ ثبت رہتا ہے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ⁘ میرد کسے کہ نیست حرامش حرامِ شاں
وہ شخص کبھی نہیں مرتا جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہوگیا — مرتا وہی ہے جس کا مقصد ان عاشقوں کے مقصد جیسا نہیں ہوتا

اے مردہ دل مکوش پئے ہجوِ اہلِ دل ⁘ جہل و قصورِ تست نہ فہمی کلامِ شاں
اے مردہ دل تو اہلِ دل کی مذمت کی کوشش نہ کر — تو اپنی نادانی کی وجہ سے ان کا کلام نہیں سمجھ سکتا

تو یک قطرہ داری ز عقل و خرد ⁘ مگر قدرتش بحرِ بے حد و عد
تیرے پاس تو عقل اور دانائی کا صرف ایک قطرہ ہے — لیکن خدا کی قدرت ایک بے پایاں سمندر ہے

اگر بشنوی قصۂ صادقاں ⁘ مجنباں سرِ خود چوں مستہزیاں
اگر تو راستبازوں کے قصے سنے — تو اپنا سر ٹھٹھا کرنے والوں کی طرح نہ ہلائے

تو خود را خردمند فہمیدۂ ⁘ مقاماتِ مرداں کجا دیدۂ
تو نے اپنے تئیں عقل مند سمجھ رکھا ہے — حالانکہ تو نے مردانِ خدا کے مقامات دیکھے ہی کہاں ہیں

(درثمین)

## سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا

## خطباتِ جمعہ ۲۹۔ دسمبر ۱۹۹۵ء اور ۵۔ جنوری ۱۹۹۶ء میں

## حضرت چوہدری محمد انور حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع شیخوپورہ اور

## حضرت مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب کی

# وفات پر محبت بھرے تاثرات

### سلسلہ عالیہ احمدیہ سے محبت و فدائیت اور خدماتِ جلیلہ کا تذکرہ

### (۱)

### حضور انور کے خطبہ ۲۹۔ دسمبر ۱۹۹۵ء سے اقتباس

اب میں بعض مرحومین کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی نماز جنازہ آج نماز ظہر اور عصر یعنی جمعہ اور عصر کے جمع ہونے کے بعد پڑھی جائے گی۔ ان میں سب سے پہلے تو مکرم محترم چوہدری محمد انور حسین صاحب امیر جماعت شیخوپورہ کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ بہت ہی مخلص اور فدائی انسان تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ ایسی ہر دلعزیز شخصیت تھی کہ اپنے کیا اور غیر کیا جو بھی ان کے قریب آتا تھا۔ اس کا دل موہ لیتے تھے اور کسی جگہ میں نے کسی امیر ضلع کو اتنا ہر دلعزیز نہیں دیکھا جتنا چوہدری انور حسین صاحب کو، شیخوپورے ہی میں نہیں بلکہ اس کے گرد و پیش میں بھی دیکھا ہے۔ جب وہاں کبھی میں جاتا تھا تو دعوت دیا کرتے تھے وہاں کے دانشوروں کو حکومت کے افسر، غیر افسر، وکیل، زمیندار سب کشاں کشاں چلے آتے تھے۔ کبھی کسی نے اس بارے میں خوف محسوس نہیں کیا کہ احمدی...... ہوں گے۔ ہم کیوں شامل ہوں۔ سارے آیا کرتے تھے اور بے حد عزّت تھی چوہدری صاحب کی ان کے دلوں میں۔ اپنی ساری برادری پر بہت بڑا اثر رکھتے تھے۔

ان کا مختصر تعارف یہ ہے کہ ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے جو احمدیت کا سخت مخالف تھا۔ ان کے

رئیس الاحرار اوّل..... عبدالحق وہ ان کے بہنوئی تھے۔ ایک عبدالرحمٰن صاحب تھے جو پنجاب اسمبلی کے ممبر تھے۔ اور چوٹی کے جماعت کے مخالف تھے۔ احمدی کب ہوئے ۱۴ سال کی عمر میں۔ ۱۸ء میں پیدا ہوئے اور ۳۲ء میں احمدی ہوگئے۔ تو چھوٹا سا بچہ ۱۴ سال کا ایسی مصیبت میں مبتلا ہوا کہ قیامت برپا ہوگئی اس خاندان پر۔ دُور دُور سے چوٹی کے ہندوستان کے علماء کو بلایا گیا۔ اُن کے ساتھ مجالس لگائی گئیں کہ اس کو توبہ کرادو۔ جب وہ کامیاب نہیں ہوئیں کوششیں، اور چوہدری صاحب کو اللہ نے جو غیر معمولی ذہانت عطا فرمائی تھی اس سے چوہدری صاحب ہر ایک کا منہ بند کر دیتے تھے۔ تو پھر پیروں فقیروں کے پاس لے گئے اور کہا اس پر جنتر منتر کرو۔ کوئی دعائیں کرو۔ چوہدری صاحب واقعات سُنایا کرتے تھے۔ بعض پیروں نے کہا کہ نہیں اس پر کسی کا جادو نہیں چل سکتا۔ یہ بڑی سخت ہڈی ہے تو اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا بڑی تبلیغ کی توفیق ملی اپنے خاندان میں غیروں میں ہر جگہ احمدیت کے لئے ایک غیرت مند ننگی تلوار اور تبلیغ کے لحاظ سے ایسا میٹھا رس تھے کہ دلوں کی گہرائی تک اُترتا تھا۔ ۷۴ء میں جو جماعت کے خلاف شور اٹھا ہے اس کے پس منظر میں وہ کامیاب تبلیغ تھی جماعت کی، جس کے نتیجے میں مولویوں کے کیمپوں میں تہلکہ مچ گیا تھا۔ حکومت بھی بے قرار ہوگئی تھی۔ کہ اس طرح احمدیت تیزی سے پھیلنا شروع ہوئی تو کیا بنے گا..... اس میں چوہدری صاحب کا ضلع سب سے آگے تھا۔ ضلع شیخوپورہ کے سب سے بڑے وفد آیا کرتے تھے ہر ہفتے۔ اور اللہ کے فضل سے رونقیں لگ جاتی تھیں ربوہ میں ہر طرف۔ مولوی ہی مولوی پھر رہا ہوتا تھا مگر آنے والا مولوی اور ہوتا تھا جانے والا اور ہوتا تھا۔ شکلیں ہی بدل جاتی تھیں۔ تو چوہدری صاحب نے اس مہم میں سب سے زیادہ اہم کردار ادا کیا تھا۔ انہی کی وجہ سے پھر دوسرے ضلعوں میں یہ شوق پیدا ہوا تھا۔ اور بڑا ہی فدائی انسان تھا۔

احمدیت کے عاشق۔ مسیح موعود علیہ السّلام کے عاشق۔ خلافت کے عاشق اور ایسی طبیعت مزے کی، کہ باتیں کرتے تو پھول جھڑتے تھے۔ لطائف کا بہت پیارا ذوق تھا اور حاضر جوابی تو درجۂ کمال کو پہنچی ہوئی تھی کئی لوگ چوہدری صاحب کی حاضر جوابی کی وجہ سے سوچ سوچ کر سکیمیں بنا بنا کر آتے تھے کہ یہاں ہم ان کو پچھاڑیں گے اور بات کرتے کرتے چوہدری صاحب ایسا جواب دیتے تھے کہ اُلٹے پاؤں ان کو بھاگنا پڑتا تھا۔ کبھی آج تک مَیں نے یہ حاضر جوابی کے مقابلے میں چوہدری صاحب کو کسی سے شکست کھاتے نہیں دیکھا۔ غیروں کے مقابلے پر بھی یہی حال تھا۔ احمدیت کے دلائل کے تعلق میں بھی یہی حال تھا۔ تو بہت ہی پیارے۔ حضرت مصلح موعود کے بہت پیارے تھے اور مجھے بہت ہی پیارے تھے۔ بہرحال اللہ جو بلانے والا ہے سب سے زیادہ پیارا ہے اُسی پر ہماری جان ہمارے سب کچھ نثار ہوں اور اسی کے قدموں پر ہماری رُوحیں فدا ہوں۔ اللہ چوہدری صاحب کی رُوح کو بھی غریقِ رحمت فرمائے اور ان کے پسماندگان کو بھی وہ خوبیاں عطا کرے جن خوبیوں کے علمبردار یہ ہے

ہمیشہ۔ تفصیلی ذکر کا تو بہر حال موقع نہیں نہ مناسب ہے جمعہ کو اس قسم کے تفصیلی ذکر میں تبدیل کرنے کا، مگر یہ باتیں میرا خیال ہے دلوں میں دعاؤں کی تحریک پیدا کرنے کے لئے کافی ثابت ہوں گی۔

---

## (۲)

## حضور انور کے خطبہ جمعہ ۵ جنوری ۱۹۹۶ء سے اقتباس

مولوی صاحب کے متعلق مختصر تعارف میں کروا دیتا ہوں کہ آپ کی پیدائش ۱۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کی ہے یعنی مجھ سے عمر میں ۱۱ سال بڑے تھے اور اللہ کے فضل کے ساتھ بچپن ہی سے خدمت دین کے لئے وقف اور ہمہ تن خدمت دین، خصوصاً علمی خدمت میں پیش پیش رہے آپ کے دادا حضرت پیر چراغ دین صاحب .... اور والد حضرت منشی عبدالحق صاحب .... دونوں (رفیق بانی سلسلہ احمدیہ) تھے۔ اور منشی صاحب کی اولاد ساری خدا کے فضل سے دیندار بہت نیک خدمت کرنے والی اور ان کی اگلی نسلیں بھی ..... اسی رنگ میں رنگین ہیں۔ حضرت مصلح موعود کا دست شفقت خصوصیت سے حضرت مولوی صاحب پر ہوا کرتا تھا یہاں تک کہ بہت سے لوگ اس سے کچھ ..... رشک محسوس کرتے تھے۔ مگر دیکھنے والوں کو حسد لگا کرتا تھا۔ اس حد تک مولوی صاحب سے حضرت مصلح موعود شفقت فرمایا کرتے تھے کہ دوسرے علماء کو بھی تکلیف ہوتی تھی کہ اس میں کون سی زیادہ باتیں آگئی ہیں جو اتنا لاڈلا ہے اور بڑی بات یہ تھی کہ خدمت دین میں خصوصیت سے علمی خدمت میں مولوی صاحب کو ایک بڑے لمبے عرصے تک توفیق ملی ہے کہ حضرت مصلح موعود کی مدد کریں اور اس کا اظہار مختلف رنگ میں حضرت مصلح موعود .... نے اس طرح بھی فرمایا کہ قادیان میں ۱۹۴۳ء میں حضرت مصلح موعود نے جو تعلیمی کمیٹی انجمن کی قائم فرمائی جس کے صدر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ..... تھے اس میں مولوی صاحب کو بھی اپنی کم عمری کے باوجود اس زمانے کے لحاظ سے اس کا ممبر بنایا۔ اور باقی ممبر جو تھے ان کا اندازہ کریں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے علاوہ ملک غلام فرید صاحب۔ مولانا شمس صاحب۔ ملک سیف الرحمن صاحب وغیرہ یہ اس کے ممبران تھے۔ پھر ایک موقع پر آپ کو ناظر انخلائے آبادی مقرر فرمایا گیا۔ جامعۃ المبشرین ۱۹۴۹ء میں آپ بطور مدرس مقرر ہوئے۔ اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ جماعت میں جو عہدے ہیں ان کی کوئی خاص قیمت نہیں ہے خدمت ہے۔ بس کسی وقت بھی کسی شخص کو کہیں بھی ناظر بنا دیا جائے کبھی استاد بنا دیا جائے مجال ہے جو کبھی ماتھے پر بل پڑیں کہ میں ناظر تھا اب استاد بنا دیا گیا ہوں۔ اسی طرح شوق اور ولولے سے ہنستے کھیلتے مسکراتے ہوئے خدمت سرانجام دینے کی روح ہے جو جماعت کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ تو وہاں میرے بھی استاد تھے۔

قرآن کریم کیلئے ہمارے حضرت مولوی نور الحق صاحب ہی استاد ہوا کرتے تھے۔ اور بڑی شفقت کا تعلق تھا۔ بے تکلّفی بھی تھی۔ بچے ان کو تعلیم میں چھیڑا بھی کرتے تھے۔ اور یہ مسکرا کر حوصلے کا ثبوت دیا کرتے تھے۔ یہ عجیب قسم کے ہمارے تعلقات ہوتے تھے۔ ادب بھی ہوتا تھا بے تکلّفیاں بھی تھیں۔ وقفِ جدید کا جب قیام ہوا ہے تو آغاز ہی سے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے آپ بھی مجلسِ وقفِ جدید کے ممبر رہے اور ہم ہمیشہ مالی معاملات میں حضرت مولوی صاحب کو ضرور مقرر کیا کرتے تھے کیونکہ یقین تھا کہ یہ مالی نگرانی میں بہت اعلیٰ مرتبہ رکھتے ہیں اور یقین ہوتا تھا کہ کسی غلط خرچ کی اجازت ہی نہیں دیں گے۔ اس لئے دستخط (امانتوں پر دستخط کے لئے) مولوی صاحب کا نام ضروری تھا۔ اور اکاؤنٹس کو دیکھنے کے بعد جب تسلّی کر لیتے تھے کہ ہر چیز درست خرچ ہو رہی ہے تب دستخط کیا کرتے تھے۔ پھر اراکینِ افتاء میں بھی آپ رہے۔ دار القضاء کے بورڈ میں بھی رہے اور قرآن پبلیکیشنز، ناظم بک ڈپو، سیکرٹری نصرت پرنٹرز رہ کر اہم خدمات سرانجام دیں۔ اب جب میں، جو قرآنِ کریم کا اردو میں ترجمہ کر رہا ہوں اس میں بھی حسبِ سابق جیسا کہ حضرت مصلح موعود بعض علماء سے خدمتیں لیا کرتے تھے مَیں نے ایک ترجمۃ القرآن کمیٹی بنائی ہے ربوہ میں، جو میرے ترجمے پر نظر ڈالتے ہیں.... کہیں کوئی گرائمر کی غلطی میری لاعلمی کی وجہ سے رہ گئی ہو یا کوئی ایسا نقطہ جو میری توجہ میں لانا ضروری ہو، وہ بڑی محنت سے اس پر غور کرتے ہیں۔ تفصیل سے چھان بین کر کے اپنا مافی الضمیر میرے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ پھر مَیں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کی بات سے اتفاق کروں یا نہ کروں۔ بسا اوقات کرتا ہوں بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ اکثر چیزیں ردّ کرنی پڑتی ہیں وہ سمجھتے ہیں تو بڑی خوشی سے قبول کر لیتے ہیں کہ ہاں یہ بات درست ہے تو اس طرح ہم مل جل کر خدمت کر رہے ہیں۔ مولوی نور الحق صاحب کو بھی اس میں مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس میں انہوں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہر میٹنگ میں شامل ہوتے تھے۔ اور بڑی گہری نظر سے مشورہ بھیجا کرتے تھے۔ جب مَیں مشورہ ردّ بھی کر دیتا تھا تو خوش ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہاں اب مَیں سمجھ گیا ہوں آپ کی بات درست اور میری غلط اور جب قبول کرتا تھا تو شائد اور بھی زیادہ خوش ہوتے ہوں۔ مگر اچھے تعلقات رہے ہمیشہ ان سے۔ اللہ ان کو غریقِ رحمت فرمائے۔ وہ پَود جو واقفین کی اس زمانے کی قادیان کی پَود ہے وہ عجیب بے نظیر پَود تھی۔ کچھ رہ گئے ہیں بہت سے رخصت ہو گئے۔ جو رہ گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی اپنے پیار اور اپنی رضا کی چادر میں لپیٹ کر یہاں سے لے جائے اور جو چلے گئے ہیں ان پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے۔

## انتخاب

# مبشّر اولاد کیلئے دُعائیں

(کلام سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا — دے اس کو عمر و دولت کر دُور ہر اندھیرا
دِن ہوں مُرادوں والے پُرنُور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اسکے ہیں دو برادر ان کو بھی رکھیو خوشتر — تیرا بشیر احمد۔ تیرا شریف اصغر
کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطّر
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ ان کو گندے — کر ان سے دُور یا رب دنیا کے سارے پھندے
چنگے رہیں ہمیشہ کریو نہ ان کو مندے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے — کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے میری جاں کے جانی اے شاہِ دو جہانی
کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہووے ثانی
دے بخت جاودانی اور فیضِ آسمانی
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اے واحد و یگانہ اے خالقِ زمانہ
میری دعائیں سُن لے اور عرضِ چاکرانہ
تیرے سپرد تینوں دیں کے قمر بنانا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ ہادیٔ جہاں ہوں۔ یہ ہوویں نُور یکسر
یہ مرجعِ شہاں ہوں یہ ہوویں مہرِ انور
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اہلِ وقار ہوویں فخرِ دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(محمود کی آمین ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۲۱-۳۲۲)

◎

# مُصلح موعود کا مبارک وجُود

## پسرِ موعود کی تعیین ــــ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریرات سے

## ”وہ تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہو گا“

نصراللہ خان ناصر

یہ قدیم سے سُنّت اللہ ہے کہ خدائے علیم و خبیر اپنے مامورین و مرسلین اور مقرّبین کو غیب کی خبروں سے مطلع کرتا ہے۔ جو ان کی صداقت پر دلیل ٹھہرتی ہیں اور یہ خبریں جو پیشگوئیوں کا رنگ رکھتی ہیں اپنے وقت پر ظاہر ہوتی ہیں۔ ان سے وہ نہ صرف اپنے وجود کی خبر دیتا ہے بلکہ اس ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان کے لئے اپنی تائید اور نصرت بھی ظاہر کرتا ہے۔ خدائے رحمٰن کا یہ سلوک ہمیشہ سے رہا ہے۔ چنانچہ اس طرح مقربانِ الٰہی نے خدا سے خبر پاکر جو پیشگوئیاں کیں وہ ایک چمکتے ہوئے سورج کی مانند ہیں۔ جن پر وہ خود پورے صدق سے یقین رکھتے تھے۔

**انتظار موعود :۔** اللہ تعالیٰ نے تیرھویں صدی کے آخر میں دینِ مصطفوی کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے امام الزّماں مسیح موعود اور مہدی معہود کو مبعوث فرمایا اور حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی...... کو اس منصبِ امامت پر فائز کیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی سنّت کے مطابق آپ کو بھی ان اخبارِ غیبیہ سے نوازا۔ جو آپ کے سلسلہ اور جماعت، اور مخالفین سے متعلق تھیں۔ ایسے ہزاروں اور لاکھوں نشانات ظاہر ہوئے۔ آپ نے بڑی تعداد میں پیشگوئیاں فرمائیں جو آپ کی زندگی میں اور بعض آپ کے بعد ظاہر ہوئیں اور بعض آئندہ زمانہ میں ظاہر ہوں گی۔ ایسی ہی ایک عظیم الشان پیشگوئی ”پسرِ موعود“ کے بارہ میں ہے۔ جو ”مصلح موعود“ کی پیشگوئی کے طور پر مشہور و معروف ہے اور جو امام الزّمان اور موعود اقوام عالم کی صداقت کے لئے ایک عظیم الشّان نشان تھا۔ اور اس خاص نشان سے اس کی شان و عظمت ظاہر ہوئی۔ سابقہ خبروں میں اس کی ”مبشر اولاد“ کا ذکر بھی اُس ”موعود“ کے ساتھ

ساتھ بیان ہوا ہے۔ اور ایک ایسے وجود کی خبر بھی دی گئی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاص تقدیر کے تحت امام موعود کی تائید اور اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہوگا۔ "مصلح موعود" کا مبارک وجود نہ صرف "امام الزماں" حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود کی صداقت کا نشان ہے بلکہ دینِ حق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت کا نشان ہے۔

## نشان نمائی کی درخواست:۔

سیدنا حضرت مسیح موعود ..... نے دینِ حق کی عظمت کے لئے جب نشان نمائی کا اعلان کیا اور دنیا بھر کے بلاد و امصار میں ان پیشگوئیوں کا تذکرہ ہونے لگا تو قادیان کے ہندوؤں نے آپ سے نشان نمائی کی درخواست کی۔ یہ معزز ہندو صاحبان منشی تارا چند صاحب کھتری و لچھمی رام صاحب و لالہ بشنداس صاحب و پنڈت لچھمن رام، پنڈت نہال چند اور بیجناتھ چوہدری وغیرہ دس اشخاص تھے۔ جنہوں نے ستمبر ۱۸۸۵ء کو اس غرض کے لئے چٹھی ارسال کی۔ آپ نے ان معززین کی درخواست کے پیش نظر ہوشیار پور جاکر چلہ کشی کی اور دنیا سے منقطع رہ کر اپنے قادر مطلق سے نہایت عاجزی اور تضرع سے دعائیں کیں اور اپنی تائید و نصرت کے لئے ایسا نشان طلب کیا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ چنانچہ ہوشیار پور میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو نصرتِ دین کے لئے ایک عظیم الشان وجود کی خبر دی۔

## اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء:۔

حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ ..... نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار لکھا جو ضمیمہ ریاض ہند مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے فرمایا:

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ (جل شانہٗ و عز اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے

ہیں باہر آویں۔ تا دین ..... کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفٰیؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہو گا۔

خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس رُوح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نوراللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر مظہر الحق والعلاء کانّ اللہ نزل من السّماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمرًا مَقضِیًّا۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۲)

اشتہار ۲۰۔ فروری کی یہ پیشگوئی بڑی واضح ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ اور جملہ اپنی ذات میں ایک نشان ہے اور یہ ان آسمانی خبروں کے عین مطابق ہے جو گذشتہ زمانہ سے چلی آرہی تھیں۔

## "مصلح موعود" حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کی تحریرات کی رُو سے

(۱)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسیح موعود کے لئے جو "یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ" (مشکوٰۃ المصابیح) کے الفاظ میں پیشگوئی فرمائی ہے اس کے معنے یہ ہیں کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے لئے بیٹا ہوگا۔ اس فرمانِ رسول کے بارہ میں حضرت اقدس ۔۔۔۔ فرماتے ہیں:۔

"قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِیْحَ الْمَوْعُوْدَ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ فَفِیْ اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ اَبَاہُ وَلَا یَأْبَاہُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکْرَمِیْنَ۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۸ حاشیہ)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے اولاد ہوگی تو اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے خاص طور پر ایک صالح فرزند عطا کرے گا جو اپنے باپ کی نظیر ہوگا اور ہر ایک امر میں اس کا مطیع اور فرمانبردار اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔

اسی طرح حضور ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین ۔۔۔۔۔ کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۲۵)

مقام غور ہے کہ مسیح موعود کی شادی کے ساتھ بیٹے (پسر موعود) کے پیدا ہونے کا ذکر ہے نہ یہ کہ شادی تو کرے مسیح موعود اور اس شادی کے سینکڑوں سال گزرنے پر اس کی نسل سے "پسر موعود" کی ولادت ہو۔ یہاں "شادی" اور موعود ولد صالح کا ذکر ہے۔

(۲)

حضرت نعمت اللہ ولیؒ نے بھی مسیح موعود اور امام مہدی کے لئے ایک "یادگار پسر" کی پیشگوئی ان الفاظ میں فرمائی ہے ؎

دَورِ اُو چوں شوَد تمام بکام ⁂ پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب مسیح کا دَور اپنے کام کو انجام دیتے ہوئے ختم ہو جائے گا تو اس کا بیٹا اس کام کو سرانجام دینے میں اس کی یادگار ہوگا۔

حضرت اقدس اپنی کتاب نشان آسمانی میں مذکورہ شعر کی پیشگوئی کے بارہ میں فرماتے ہیں :-

"جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمود پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا۔ یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا جو اس کے نمونہ پر ہوگا اور اس کے رنگ میں رنگین ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے بعد اس کی یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اُس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارہ میں کی گئی ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۴ ص۳۷۳)

حضرت نعمت اللہ ولیؒ کی پیشگوئی اور حضرت اقدس کی تصریح سے واضح ہے کہ وہ بیٹا مسیح موعود کا صلبی ہوگا اور آپ کے سامنے ایسی قابلیت اور اہلیت پالے گا کہ اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اور آپ کے کام کو جاری رکھ کر یادگار بنے گا۔

(۳)

اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے الفاظ کہ

"تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔"

سے اظہر من الشمس ہے کہ آپ کا فرزندِ صالح پیشگوئی کا مصداق ہے۔

(۴)

حضرت مسیح موعود...... تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں۔

"خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا ..... وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک تعلق رکھنے والا ہوگا اور مظہر الحق والعلاء ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے نازل ہوا۔" (روحانی خزائن جلد ۱۷ صـ۱۸۱-۱۸۲)

قریباً یہی الفاظ مصلح موعود والی پیشگوئی میں بھی ہیں۔ جس سے ظاہر ہے کہ وہ پاک باطن آپ کا فرزند ہوگا۔

(۵)

قادیان کے ہندوؤں نے جو نشان طلبی کی درخواست کی تھی وہ خود اس نشان کے مشاہدہ سے صداقت کی دلیل چاہتے تھے۔ نتیجۃً جو پیشگوئی کی گئی ہے وہ "پسر موعود" کی ہے۔ اور اُن کی آنکھوں کے سامنے پیشگوئی کا ظہور اور "بیٹے" کی ولادت ہی ایک نشان قرار پاسکتا تھا نہ کہ آئندہ صدیوں میں۔ کیونکہ ان کے لئے تو وہی پیشگوئی صداقت کا نشان ٹھہرتی تھی۔ جس کے وہ خود شاہد ہوں۔ چنانچہ ان کی درخواست کے مطابق پیشگوئی پوری ہوئی اور "پسرِ موعود" پیدا ہوا۔

(۶)

پیشگوئی کے الفاظ "فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلاء" (اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء) الہامی ہیں۔ جس میں مصلح موعود آپ کا فرزند یعنی بیٹا قرار دیا گیا ہے۔

(۷)

حضرت اقدس ...... سبز اشتہار میں فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی۔ اور اس عبارت تک۔ کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے۔ کہ جو رُوحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔"

(سبز اشتہار حاشیہ صـ۱۷ رُوحانی خزائن جلد ۲ صـ۴۶۳)

"اور دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔"
(سبز اشتہار حاشیہ صـ۲۱ روحانی خزائن جلد ۲ صـ۴۶۷)

ان ہر دو حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہی انکشاف فرمایا کہ مصلح موعود آپ کا صلبی بیٹا ہوگا۔

## ⑧

حضور اقدس..... اشتہار ۲۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء میں فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء جس میں ایک پیشگوئی دربارہ تولّد ایک فرزند صالح ہے (جیسا کہ کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام میں بیان فرمایا۔ ناقل) جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا۔ ابھی تک جو ۲۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی عمر ۲۰۔۲۲ سال سے زیادہ ہے پیدا نہیں ہوا لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدۂ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہو جائے گا۔ خواہ جلد ہو یا دیر سے۔ بہر حال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا۔"

اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں دو لڑکوں بشیر اوّل اور بشیر ثانی کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ہے جس میں سے آپ نے بشیر ثانی کو مصلح موعود قرار دیا۔

## ⑨

۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مصلح موعود کا لقب پسرِ موعود ہے اور واضح ہے کہ یہ ولدِ صالح صلبی بیٹا ہی ہے۔ جو اپنے وقت پر ظاہر ہوا۔

## ⑩

حضرت اقدس..... آئینہ کمالاتِ اسلام میں فرماتے ہیں:۔

"پیشگوئی کے مجموعی الفاظ یہ ہیں کہ بعض لڑکے فوت بھی ہوں گے اور ایک لڑکا خدا تعالیٰ سے ہدایت میں کمال پائے گا۔ (روحانی خزائن جلد ۵ صـ۳۰۵)

آپ نے اس سے بھی یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مطابق ایک لڑکا ہدایت میں کمال پانے والا ہے اور وہی مصلح موعود ہے۔

(۱۱)

اشتہار ۲۲۔ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضرت اقدس ..... نے یہ تصریح فرمائی کہ اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء میں پسر موعود جو مصلح موعود ہے نوسال کے اندر ضرور پیدا ہو جائے گا۔ (جبکہ معاند تین سال کے اندر آپ کے سلسلہ کو نابود دیکھنے کی بڑ ہانک رہے تھے)

اس اعلان پر منشی اندرمن مراد آبادی نے پسر موعود کے لئے ۹ سال کی میعاد جو بیان کی اس پر نکتہ چینی کی۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:۔

"جن صفاتِ خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نو برس سے بھی دوچند ہوتی اس کی عظمت وشان میں کچھ فرق نہیں آسکتا۔" (اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء)

پسر موعود کے اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء جو بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے اندر پیدا ہونا تھا فروری ۱۸۹۵ء کی میعاد تھی۔ چنانچہ اس میعاد کے اندر پسر موعود مصلح موعود ہی قرار پایا۔ علاوہ ازیں واقعاتی طور پر جب حضرت اقدس کا پہلا بیٹا بشیر اول ۴۔ نومبر ۱۸۸۸ء کو وفات پا گیا۔ حضرت اقدس کے اشتہار (سبز اشتہار) یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کے بعد بلا توقف پیدا ہونے والا فرزند دلبند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا وجود ہے۔

اس مبارک وجود کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ..... کی جانشینی کا منصب ملا۔ اور پیشگوئی کی تمام علامات آپ کے وجود میں پوری ہوئیں۔ آپ کے ۵۲ سالہ دور میں دینِ حق کا شرف اور کلام اللہ کے مرتبہ کا اظہار ہوا۔

چنانچہ حضرت اقدس پر مصلح موعود کے وجود کا انکشاف ہو جانے پر سراج منیر شائع فرمائی۔ جس میں فرماتے ہیں:۔

"پانچویں پیشگوئی میں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا۔ اور پیشگوئی کی اشاعت کے لئے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جو اب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں

میں تقسیم ہوئے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب
نویں سال میں ہے۔"

حاشیہ میں فرماتے ہیں :-

"ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ
تھا۔ سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے
تو پاک دل کے ساتھ سوچو۔" (سراج منیر صفحہ ۳۴ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۳۶)

## (۱۲)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ...... نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں فرمایا :-

"سبز رنگ کے اشتہار میں یہ بھی لکھا گیا کہ اس پیدا ہونے والے لڑکے کا
نام محمود رکھا جائے گا ..... خدا کے فضل اور رحم سے ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق
۹۔ جمادی الاوّل ۱۳۰۶ھ میں بروز شنبہ محمود پیدا ہوا۔ اور اس کے پیدا ہونے
کی میں نے اس اشتہار میں خبر دی ہے۔ جس کے عنوان پر "تکمیل تبلیغ"
موٹی قلم سے لکھا ہوا ہے۔ جس میں بیعت کی دس شرائط مندرج ہے۔ اور
اس کے صفحہ ۴ میں یہ الہام پسر موعود کی نسبت ہے ے

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۹)

اس سے بھی واضح ہے کہ پسر موعود اور مصلح موعود ایک ہی ہیں اور آپ پر یہ منکشف ہو چکا تھا کہ
"محمود" ہی مصلح موعود ہے۔

حضرت اقدس نے کتاب حقیقۃ الوحی میں فرمایا :-

"میرے سبز اشتہار کے ساتویں صفحہ میں اس دوسرے لڑکے کے پیدا ہونے
کے بارہ میں یہ بشارت ہے۔ دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا دوسرا نام محمود ہے۔
وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے
موافق اپنی میعاد کے اندر اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین آسمان ٹل سکتے ہیں پر اس کے
وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ یہ ہے عبارت سبز اشتہار کے صفحہ ۷ کی جس کے مطابق

جنوری ۱۸۸۹ء میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا اور اب تک بفضلہ تعالیٰ زندہ موجود ہے اور سترھویں سال میں ہے۔" (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۷۴)

اس تحریر میں سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو قطعی طور پر سبز اشتہار کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ بشیر ثانی اور محمود مصلح موعود کے نام ہیں اور یہ کہ مصلح موعود والی پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں "مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے" کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود ..... کی ان تحریرات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

- "مصلح موعود" حضرت اقدس مسیح موعود کا صلبی بیٹا ہوگا۔
- ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء سے ۹۔ سال کی مدت کے اندر یعنی ۱۸۹۵ء تک پیدا ہوگا۔
- سبز اشتہار میں جس بشیر ثانی اور محمود کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی تھی وہی مصلح موعود ہونے والا تھا۔ کیونکہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرجہ پیشگوئی کے متعلق بذریعہ الہام یہ امر کھل گیا تھا کہ بشیر اوّل اور بشیر ثانی دو بیٹوں کی پیدائش پر مشتمل ہے اور بشیر اور محمود مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔
- حضرت مسیح موعود نے مذکورہ دونوں نام صرف حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ..... کے ہی رکھے اور کسی بیٹے کے نہیں رکھے۔

پس پیشگوئی کے مطابق حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ..... نے ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہونے والے مولودِ مسعود کا نام بطور تفاؤل کے جو محمود اور بشیر رکھا اور اسے مصلح موعود سمجھا اور حسن و احسان میں اپنا نظیر بتایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی فرزند پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق تھا۔

سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل ..... کی چشمِ بصیرت نے اس "پسرِ موعود" کو شناخت کر لیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں حضرت پیر منظور محمد صاحب ..... نے آپ سے عرض کیا کہ مجھے حضرت اقدس کے اشتہارات پڑھ کر پتہ چل گیا ہے کہ پسرِ موعود میاں صاحب ہی ہیں تو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ..... نے فرمایا:

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں۔" پھر حضرت پیر صاحب کی درخواست پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ... نے لکھا:

"یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد سے کہے ہیں۔" نورالدین ۱۰۔ ستمبر ۱۹۱۳ء

(بحوالہ پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق از حضرت مولانا شمس صاحب صفحہ ۴۷-۴۸)

مبارک وہ جنہوں نے حضرت اقدس کے "حسن و احسان میں نظیر" پاک وجود کو دیکھا اور اس کا زمانہ پایا۔ اور آسمانی بشارات کا مشاہدہ کیا۔

# "رحمت کا نشان"

(سیدنا حضرت مصلح موعود)

"نُور آتا ہے نُور" آئی صدا ٭ اور ظاہر ہوا نشان رحمت کا
ایسا چمکا وہ نیّرِ بیضا ٭ ہر طرف نُور جگمگا اُٹھا
حُسن و احسان میں مثیلِ مسیح ٭ اس کو بخشا خدا نے دستِ شفا
برکتیں اُس سے پائیں قوموں نے ٭ اُس نے سب کو دکھائی راہ ہدیٰ
شانِ قرآن اس نے ظاہر کی ٭ معرفت کا وہ اِک سمندر تھا
رشکِ جنّت بنا دیا اس کو ٭ اُس نے جس دشت میں قدم رکھا
اِک نئے شہر کی بِنا رکھی ٭ تینؔ کو چارؔ اس طرح بھی کیا
تھا اسیروں کا رُستگار بھی وہ ٭ غم کے ماروں کا وہ سہارا تھا
کتنا برکت مآب تھا وہ شخص ٭ واقعی وہ نشانِ رحمت تھا

کتنا شبّیر خوش نصیب ہے تُو
اُس کا خدمت گذار تُو بھی تھا

چوہدری شبّیر احمد

# رمضان کی برکات اور انسانی معاشرہ پر اسکے اثرات

محترم شبیر احمد ثاقب صاحب۔ استاذ الجامعہ

ماہ رمضان المبارک روحانی بہار کا رنگ رکھتا ہے۔ اس کے شب و روز عبادات اور دینی تعلیمات و آداب سے مزین ہوتے ہیں اور انسانی معاشرہ پر مثبت اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس نیکیوں کے اختیار کرنے اور بدیوں سے باز رہنے سے ایک صالح معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ مضمون زیر نظر میں یہی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

## رمضان نام میں حکمت :۔

اہل لغت کہتے ہیں کہ اس ماہ کا نام رمضان اس لئے پڑ گیا ہے کہ پہلی بار جب روزے فرض ہوئے تو یہ موسم گرما میں آیا تھا۔ لیکن اس کا حقیقی مفہوم اس سے کہیں بلند تر ہے۔

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں :۔

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانَ لِاَنَّ الذُّنُوْبَ تَرْمَضُ فِیْہِ۔

کہ اس ماہ کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں۔

یہی معانی قریباً انہی الفاظ میں حضرت انسؓ سے مروی ہیں

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانَ لِاَنَّ رَمَضَانَ تَرْمَضُ الذُّنُوْبَ۔

کہ رمضان کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ (جامع الصغیر)

گویا رمضان اپنے بنیادی معانی اور مفاہیم کی رو سے معاشرتی بدیوں کی بیخ کنی کرنے اور گناہوں سے پاک معاشرہ کے قیام کی صلاحیت رکھتا ہے۔

انہی معنوں کی تفصیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”رمضان کے لفظ میں بھی گرمی اور شعلوں کی تیزی اور بھسم کر دینے والے معنی پائے جاتے ہیں۔ پس ان معنوں میں رمضان کا مہینہ ہمارے گناہوں، ہماری آلودگیوں، ہماری گذشتہ غفلتوں کو جلانے کا کام دے گا اگر ہم اپنے آپ کو ........ اور اپنے مختلف پہلوؤں کو بدل بدل کر اس مہینے کے سامنے رکھیں جس طرح ایک انسان جب آگ پہ کوئی چیز بھونتا ہے تو اس کے پہلو

بدلتا رہتا ہے ورنہ ایک پہلو جو آگ کے دوسری طرف ہو وہ ٹھنڈا رہ جاتا ہے۔ پس رمضان مبارک میں بھی انسان کو اپنی بدیاں تلاش کر کے مختلف پہلوؤں سے رمضان کے حضور پیش کرنی چاہئیں۔ اور اس پہلو سے آپ غور کریں تو آپ کو یوں لگے گا جیسے انسان اس مہینے میں ہمیشہ کروٹیں بدلتا ہوا مختلف پہلوؤں سے خدا سے التجائیں کرتا ہوا مختلف زاویہ ہائے نظر سے اپنی کمزوریوں کا مطالعہ کرتا ہوا مسلسل ایک نئی کیفیت کے ساتھ گزرتا چلا جائے ..... اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگر اس طرح آپ جستجو اور محنت سے گزریں گے تو ایک نیا وجود پا کر نکلیں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ بیت الفضل لندن ١٥۔ مارچ ١٩٩١ء)

## صوم کے لفظ میں حکمت:۔

روزہ جو لغت عرب میں صوم کہلاتا ہے اس کے معنے رکنے اور باز آنے کے ہیں۔ اور وہ روزہ جس سے ایک انسان ان جائز اشیاء (اکل و شرب وغیرہ) سے رُک جاتا ہے تو اس سے بدرجہ اولیٰ یہ توقع رکھی جاسکتی ہے کہ وہ ہر ناجائز کام سے رُکے گا جو معاشرتی خرابیوں کو جنم دیتی ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اصلاحِ معاشرہ اور دنیا میں پاک انقلاب پیدا کرنے کے لئے آنحضرتؐ کا رمضان کے حوالہ سے ہر ارشاد انقلاب آفریں اور غیر معمولی قوتِ مؤثرہ رکھتا ہے۔ مثلاً دنیا سے جھگڑا و فساد کے ازالہ اور جذباتِ نفسانیہ کو کنٹرول کرنے کے لئے آنحضرتؐ کی یہ حدیث کیسی عمدہ روشنی ڈالتی ہے۔ فرمایا: روزہ دار سے اگر کوئی لڑے اور جھگڑے تو وہ مقابل پر تکرار سے یہ کہے کہ "مَیں تو روزہ دار ہوں"، یعنی میرا روزہ مجھے یہ اجازت نہیں دیتا کہ مَیں اس جہالت میں تم سے مقابلہ کروں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں:۔

"جبکہ یہ حال ہے کہ ایسی حالت اور صورت میں کہ اس کی عمدہ سے عمدہ نعمتیں جو اس کے بقائے نفس کے لئے اشد ضروری ہیں یہ سب مولیٰ کریم کے حکم کی رضامندی کی خاطر ان کو چھوڑتا ہے اور پھر دیکھتا ہے کہ چھوڑ سکتا ہے۔ تو بھلا ایسا انسان جو خدا کے لئے یہ ضروری چیزیں چھوڑ سکتا ہے وہ شراب کیوں پینے لگا اور خنزیر کیوں کھانے لگا جس کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے۔ یا مثلاً کوئی رشوت خور، ربوٰ خور یا چور یا ایسا انسان جو قرض لیتا ہے کہ ادا کرنے کی نیت نہیں ہے جبکہ دیانتداری سے کام لیتا ہے اور مولیٰ کریم کی اجازت اور پروانگی کے سوا کچھ نہیں کر سکتا وہ ایسا خبیث مال لینے میں کیوں جرأت کرے گا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح گھر میں حسین جوان بیوی موجود ہے مگر اللہ ہی کی رضا کیلئے تیس٣٠ دن چھوڑ سکتا ہے تو بدنظری کیلئے جی کیوں للچائے گا۔" (خطبہ عید الفطر ٢٢۔ جنوری ١٩٠١ء خطباتِ نور جلد اوّل صفحہ ٥٩-٦٠)

روزہ کی عبادت کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ روزہ بندے کیلئے موجب شفاعت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ روزہ روزے دار کے حق میں قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔ روزہ کہے گا۔ پروردگار میں نے اس کو کھانے پینے اور دوسری انسانی ضرورتوں سے روکا اور یہ رُک گیا۔ تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ روایت میں ہے کہ اس کی شفاعت روزہ دار کے حق میں قبول کی جائے گی۔

## روزہ ۔ بھوک افلاس کو ختم کرنے کا ذریعہ:

(۱) انسان کو رمضان اور اس کے روزے معاشرے کے ان غریب لوگوں کے بھی قریب کرتے ہیں جن کی بھوک اور افلاس کا ایک متموّل اور آسودہ حال شخص کو تصوّر بھی نہیں ہوتا۔ جب انسان خود بھوکا رہتا ہے تو اُسے ان

انسان کو رمضان اور اس کے روزے معاشرے کے ان غریب لوگوں کے بھی قریب کرتے ہیں جن کی بھوک اور افلاس کا ایک متموّل اور آسودہ حال شخص کو تصوّر بھی نہیں ہوتا۔ جب انسان خود بھوکا رہتا ہے تو اُسے ان

جذبات اور کیفیات سے گزرنا پڑتا ہے جو غرباء کی ہر روز کی کیفیات ہیں اور اس طرح اسے اپنے غریب بھائیوں کی خبر گیری کی تحریک ہوتی ہے اور پھر روزوں کے ساتھ فدیہ کو رکھ کر اور صدقات و خیرات کی تاکید کر کے ان مفلس بندوں کی مدد کرنے کا سبق دیا ہے جنہیں پیٹ بھر کر کھانا کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ اس طرح رمضان کے ذریعہ ان دبے ہوئے طبقات کو اٹھانے اور انہیں ترقی دینے کے لئے یہ حکیمانہ طریق روزوں کی صورت میں ظاہر فرمایا ہے۔ اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے سیّدنا حضرت المصلح الموعود ..... فرماتے ہیں:۔

"احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے۔ اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے ..... دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرے استعمال کریں۔ اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے"۔ (تفسیر کبیر سورۃ البقرہ ص ۳۷۵-۳۷۶)

(۲)

رمضان میں چونکہ مساکین کا درد اور غرباء کی حالت کو انسان خود اپنے تجربہ میں دیکھتا اور محسوس کرتا ہے۔ اس لئے طبعاً ان طبقات کے لئے اس کے دل میں نیک تمنائیں کروٹیں لیتی اور سچے جذبے اُبھرتے ہیں۔ پس اس وقتی جوش کو دائمی بنانے کے لئے اور اس عادت کو پختہ کرنے کے لئے یہ حدیث بہت اہم ہے۔ آپ نے فرمایا

"رمضان کے مہینہ میں بُخل نہ کیا کرو" (اگرچہ اس پر بدرجہ اولیٰ عمل ہونا چاہیئے۔ اور یہ کسی بھی صورت جائز نہیں)

آنحضورؐ نے فرمایا کہ رمضان میں نان و نفقہ (دینے) کا ثواب بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے برابر ہے۔ (جامع الصغیر)

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں خاص طور پر جھوٹ سے نفرت دلائی اور معاشرہ کو اس اُمّ الخبائث سے بچایا جس کی کوکھ سے کئی معاشرتی بدیاں جنم لیتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جو جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا خدا تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی حاجت نہیں۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فِی الصَّوْمِ جلد اوّل صفحہ ۲۵۵)

ایک دوسری حدیث میں ہے

اِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ۔

کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شغب کرے۔

(الترغیب والترھیب کتاب الصوم)

جہاں جھوٹ ایک خطرناک معاشرتی بیماری ہے اور ایک ایسا قومی جرم ہے کہ جس قوم میں داخل ہو جائے وہ کئی قسم کی ہولناک اخلاقی اور روحانی امراض کا شکار ہو جاتی ہے اور انسانی قدریں مٹنے لگتی ہیں۔ آنحضرتؐ نے روزہ کے ذریعہ اس کی بیخ کنی کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ ایسے ہی قومی جرائم میں سے غیبت بھی نہایت مہلک گناہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے ذکر میں ان ہر دو کا سدباب کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ روزہ ڈھال ہے مگر اسی وقت تک جب تک اسے جھوٹ اور غیبت سے پھاڑ نہ ڈالا جائے۔ پس اصلاح معاشرہ کے لئے یہ کیسا عمدہ نسخہ ہے جو آپؐ نے تجویز فرمایا۔ درحقیقت وہی روزہ روزہ ہے اور "صوم" کہلانے کا مستحق ہے جو مذکورہ علامتیں رکھتا ہو۔ ایسے روزہ دار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بشارت ہے کہ جنت میں ان کے لئے ایک دروازہ مخصوص ہوگا جس سے ان کے سوا کوئی نہ گزر سکے گا۔ جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔

(۴)

روزہ اصلاح معاشرہ کے لئے جتنا سازگار ماحول پیدا کرتا ہے اس کی کوئی اور نظیر اور بدل نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی حضرت ابو امامہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے مجھے بہت فائدہ پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا:

"عَلَیْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَا مِثْلَ لَهٗ۔

کہ روزہ کو لازم پکڑو۔ کیونکہ اس کا کوئی بدل نہیں ہے۔ پس جو اصلاح روزہ کر سکتا ہے اس کا کوئی بدل ممکن ہی نہیں ہے۔ مثلاً نماز کے متعلق آنحضورؐ نے فرمایا:

"کہ شیطان اس بات سے مایوس ہوگیا ہے کہ نمازی (خدا کو چھوڑ کر) اس کی عبادت کریں گے۔ لیکن نمازیوں میں بھی شیطان جس کی امید لگائے بیٹھا ہے۔ فرمایا وہ ان کے باہمی بغض اور کدورت اور اختلافات ہیں۔"

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب فی التباغض جلد ثانی)

مگر آپؐ نے روزہ کے ذکر میں اس مضمون کو اس کی معراج تک پہنچایا ہے۔ اور کوئی تشنگی نہیں رہنے دی۔ فرمایا صبر کا مہینہ (یعنی رمضان) سینے کی گرمی اور کدورت کو دور کرتا ہے۔ (جامع الصغیر)

پس باہمی محبت و الفت کے بڑھانے اور کدورتیں مٹانے اور ایک جنت نظیر معاشرے کے قیام کے لئے روزہ جیسی نعمت ہمیں نصیب ہوئی۔ یہ ایسی جنت ہے جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہاں آپس کی کدورتیں بغض اور کینہ نہیں ہوگا۔

## (۵)

معاشرہ کی بڑی بڑی برائیوں میں سے ایک بے راہ روی اور جذبات شہوانیہ کی بے اعتدالی ہے۔ آج بھی جبکہ روشنی کا زمانہ اور علوم کی بکثرت ترویج و اشاعت کا زمانہ ہے جنسی بے راہ روی کا سیلاب ایک طوفان کی شکل اختیار کئے ہوئے ہے اور یہ سیلاب مسلسل آگے ہی آگے بڑھ رہا ہے بلکہ اب تو وہ غریب قومیں اور غیر ترقی یافتہ ممالک بھی ان ترقی یافتہ ممالک کی نقالی میں اور ان سے مرعوب اور متاثر ہو کر اپنے تئیں اس طوفان بے تمیزی کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ہمارے ہادیؐ کامل رحمۃ اللعالمینؐ نے اس سیلاب کے سامنے بند باندھنے کے لئے یہ نہایت قیمتی نصیحت فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب الصوم لمن خاف علی نفسہ العزوبۃ جلد ا صفحہ ۲۵۵)

حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ

"ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جو نکاح کی توفیق رکھے وہ نکاح و شادی کرے۔ کیونکہ یہ آنکھوں کے نیچا رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے ہیں۔ اور جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزہ کی عبادت اختیار کرے کیونکہ یہ اس کے لئے نفس کو مارنے کا ذریعہ ہے۔

پس اگر کسی کو توفیق ہو اور میسر ہو تو نکاح کے ذریعہ اس تقاضا کو پورا کرے اور فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت سے بے رغبتی کرتا ہے اس کا مجھ سے کچھ تعلق نہیں۔ پس اگر اس جائز طریق کو باوجود توفیق کے کوئی

اختیار نہیں کرتا تو یہ گناہ ہے اور آپؐ کی سُنّت سے انحراف ہے۔ فرمایا۔ وہ لوگ جو نکاح کی توفیق نہ پاتے ہوں وہ روزہ کے ذریعہ ان جذبات پر قابو پا سکتے ہیں۔ اتنے بڑے قومی مسئلہ کا حل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ بیان فرمایا ہے اصلاحِ معاشرہ کے لئے آنحضرتؐ کا یہ فارمولا بہت اہم اور مفید ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود ...... روزہ کے ذکر میں فرماتے ہیں:۔

"کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیۂ نفس کے واسطے ضروری ہے"۔ (بدر ۱۸۔ جنوری ۱۹۰۷ء)

نیز فرمایا: "جس کو نکاح میسّر نہ آوے چاہیئے کہ وہ اپنی عفّت کو دوسرے طریقوں سے بچاوے مثلاً روزہ رکھے"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۲۸)

## (۶)

درحقیقت روزہ نہ صرف اخلاقی اور روحانی صلاحیتوں کی اصلاح کرتا اور انہیں اعتدال پر لاتا ہے بلکہ جسمانی طاقتوں کو بھی یہ معتدل بناتا ہے۔ اور جسم اور روح سے ان مفاسد کو دُور کرتا ہے جو معاشرہ میں بدامنی اور انارکی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ بات مستند حکماء اور اطباء بھی تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ طب کی مشہور کتاب "اکسیر اعظم" میں لکھا ہے کہ انسان مختلف قسم کے جرائم کا ارتکاب کرنے کی طرف اس وقت رجوع کرتا ہے جبکہ اس کے بدن میں مواد فاسد پیدا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہی مواد ایسے جرائم پر آمادہ کرتے ہیں۔ اگر یہ مواد فاسدہ یہاں تک تجاوز کر جائیں کہ احتراق تک نوبت آجائے تو انسان سے عموماً سنگین قسم کے جرائم ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جیسے قتل اور دیگر نازیبا حرکات جو شرفِ انسانی کے منافی ہیں۔ مثلاً لڑائی جھگڑا۔ چوری زناکاری وغیرہ۔

(بحوالہ ماہنامہ خالد فروری ۱۹۹۳ء صفحہ ۴۸)

آئیے رمضان کی برکت سے اور اپنے آپ کو رمضان کے حضور پیش کر کے اس جنّت نظیر معاشرہ کا قیام کریں جو دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم کی دلی آرزو ہے اور ہر قوم زبانِ حال سے پکار پکار ایسے منجّی کا تقاضا کر رہی ہے جو انہیں اُن کے دُکھوں مصائب اور تکالیف سے نجات دلائے اور وہ منجّی سوائے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

# غزل

غضِّ بصر کی وہ تری تاثیر دیکھ کر
پُر حوصلہ ہوں اپنی ہر تقصیر دیکھ کر

ڈالیں گے میرے ذرّہ دل پر کبھی نگہ
آیا ہوں اُن کی آنکھ میں اکسیر دیکھ کر

انجام کا ستارہ ہے اہلِ نظر کے پاس
ڈرتے نہیں وہ گردشِ تقدیر دیکھ کر

محبُوب کے وجود میں اعجاز اگر نہیں
کیوں گر گئے تھے طُور پہ تصویر دیکھ کر

ساقی شراب دوسرے بادہ کشوں کو دے!
ہوں مست تیری آنکھ کی تاثیر دیکھ کر

یُوں بے خودی میں کھو گئے کہ خود کو پا لیا
ہم محو ہو گئے تری تصویر دیکھ کر!

جلتے کہاں چتاؤں میں ہیں عاشق مزاج لوگ
آتش بجھے ہے عشق کی تاثیر دیکھ کر

اشکِ چکیدہ لاجرم اسلام کا کلام
روئیں گے آنے والے یہ تحریر دیکھ کر

عبد السلام اسلام

# سال ۱۸۹۶ء
# اہم معلومات ــ تاریخ احمدیت کے آئینہ میں

## (بطرز سوال و جواب)

مرتبہ: مقصود احمد منیب صاحب

سال ۱۸۹۶ء ۔ سلسلہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال کے دو اہم واقعات ہیں۔ ایک تو مباہلہ کا چیلنج ہے جو حضرت مسیح موعود ..... نے تمام علماء کو دیا اور دوسری وہ عظیم الشان فتح ہے جو جلسہ اعظم مذاہب میں حضرت مسیح موعود .... کے مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کو حاصل ہوئی۔ اور اس فتح کو دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے بھی تسلیم کیا۔ اور اس بات کا اظہار بھی کیا کہ واقعتاً حضرت مرزا صاحب کا مضمون ہی بالا رہا۔

احمدیہ ٹیلیویژن پاکستان کی سطح پر ایک کوئز ( QUIZ علم پرکھنے کے سوال) پروگرام کا اہتمام کر رہا ہے۔ جس میں شرکت کے لئے متعلقہ ٹیموں کو لکھا جا چکا ہے۔ یہ کوئز انگریزی اور اردو زبان میں ہوگا۔ اس شمارہ میں ۱۸۹۶ء تاریخ احمدیت کے حوالے سے سلسلہ سوال و جواب پیش کیا جا رہا ہے۔ جو اس کوئز کا حصہ ہے۔ امید ہے احباب کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

سوال نمبر۱: ۱۸۹۶ء کا آغاز حضرت مسیح موعود ..... کی کس تحریک سے ہوا؟　جواب: جمعہ کی تعطیل کے بارے میں حضرت مسیح موعود..... کی طرف سے وائسرائے ہند کے نام اشتہار شائع کیا گیا۔

سوال نمبر۲: تحریکِ تعطیل جمعہ کی مخالفت کس نے کی اور اس نے اشتہار پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا؟

جواب: مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مخالفت کی اور دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

سوال نمبر۳: مارچ اپریل ۱۸۹۶ء کو حضرت مسیح موعود..... نے کس ملک کے امیر کو ایک خط تحریر کیا اور اس امیر کا نام؟

جواب: عبدالرحمٰن خان امیر کابل کے نام یہ خط تھا۔

سوال نمبر۴: مارچ اپریل ۱۸۹۶ء کو حضرت مسیح موعود..... نے جو خط امیر کابل عبدالرحمٰن خان کو بھیجا۔ وہ خط امیرِ کابل کے پاس کون لے کر گیا؟　جواب: حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب ..... یہ خط لے کر امیر کابل کے پاس گئے۔

سوال نمبر۵: "اخبار منادی" اس نام سے کون سا نام ذہن میں آتا ہے؟　جواب: خواجہ حسن نظامی

نوٹ: جب حضرت مولوی عبدالرحمٰن ..... خط لے کر امیر کابل کے پاس گئے تو خط دیکھ کر امیر کابل نے جو جواب دیا اس کے متعلق اخبار منادی میں خواجہ حسن نظامی نے لکھا کہ امیر کابل نے یہ خط دیکھ کر کہا تھا کہ " اینجا بیا" کہ کابل میں آ کر دعویٰ کرے تو نتیجہ معلوم ہو جائے گا۔ بعض کا کہنا یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود..... کا خط پا کر اس نے کہا تھا کہ " مارا عمر باید نہ عیسیٰؑ، عیسیٰؑ در زمانِ خود چہ کردہ بُود کہ بارِ دیگر آمد خواہد کرد۔ کہ ہمیں حضرت عمر فاروقؓ کی ضرورت ہے حضرت عیسیٰ ناصری کی نہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے زمانہ میں کیا کیا تھا کہ دوبارہ آئیں گے۔

سوال ۶: ۱۸۹۶ء میں ہی حضرت مسیح موعود..... نے ہندوستان کے نام قابلِ ذکر مخالف علماء اور سجادہ نشینوں کا نام لے کر کس بات کی فیصلہ کن دعوت دی؟ جواب: دعوتِ مباہلہ دی۔ اور اس کی مدت ایک سال تھی۔

سوال ۷: ۱۸۹۶ء میں دو مشہور شخصیات نے حضرت مسیح موعود..... کی تصدیق کی۔ اُن دونوں بزرگوں کے نام بتائیں؟ جواب: حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف اور حضرت پیر رشید الدین صاحب صاحبِ العلم سندھ۔ یہ دو ایسے بزرگ تھے جنہوں نے کھلم کھلا حضرت اقدس کی تصدیق کی۔

سوال ۸: مباہلہ ۱۸۹۶ء کے نتیجے میں کون سے مولوی صاحب پہلے اندھے ہوئے اور پھر سانپ کے ڈسنے سے فوت ہو گئے؟ جواب: مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔

سوال ۹: اسی مباہلہ ۱۸۹۶ء کے نتیجہ میں تیرہ ۱۳ دن کے وقفے کے ساتھ دو ۲ مولوی صاحبان فوت ہوئے۔ اور اُن کا خاندان بھی اُجڑ گیا۔ کیا آپ نام بتا سکتے ہیں؟ جواب: مولوی عبدالعزیز۔ مولوی محمد لدھیانوی۔

سوال ۱۰: مباہلہ ۱۸۹۶ء کا ذکر ہوا ہے۔ اس کے نتیجے میں کون سے دو ۲ مولوی صاحبان طاعون کا شکار ہوئے؟
جواب: مولوی سعد اللہ نومسلم لدھیانوی۔ مولوی رسل بابا۔

سوال ۱۱: کتاب " فتح رحمانی" کس کی تصنیف ہے؟ جواب: یہ کتاب مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کی ہے۔

سوال ۱۲: مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کس طرح لوگوں کے لئے ایک نشان بنے؟
جواب: مولوی غلام دستگیر صاحب نے اپنی کتاب " فتح رحمانی" میں حضرت مسیح موعود..... کے بارے میں بد دعا کی لیکن خود اپنی کتاب کی اشاعت سے بھی پہلے لقمۂ اجل بن گئے۔

سوال ۱۳: مباہلہ ۱۸۹۶ء کے مطابق ۱۹۰۶ء تک کتنے مخالفین زندہ بچ گئے تھے لیکن بلاؤں میں گرفتار رہے؟
جواب: صرف بیس ۲۰ زندہ تھے لیکن وہ بھی کسی نہ کسی طرح کی بلاؤں میں گھرے ہوئے تھے۔

سوال ۱۴: جب مباہلہ کے چیلنج والا خط حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف کو موصول ہوا تو انہوں نے ردِ عمل کے طور پر کیا کیا؟ جواب: حضرت خواجہ صاحب نے حضرت مسیح موعود..... کو عربی زبان میں ایک خط تحریر کیا جس میں مکمل طور پر عقیدت مندی کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے آپ کی تصدیق کی تھی۔

سوال ۱۵: حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کا خط جو انہوں نے حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔ کی تصدیق میں لکھا تھا کس کتاب میں شائع ہوا؟ جواب: ضمیمہ انجام آتھم میں یہ خط شائع کیا گیا۔

سوال ۱۶: "۔۔۔۔۔۔ اگر آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ امریکہ میں چلے جائیں تو ہم وہیں جائیں گے اور ہم نے اپنے تئیں آپ کے حوالہ کر دیا ہے۔ اور انشاء اللہ ہمیں فرمانبردار پائیں گے"۔ ان الفاظ سے کون سی شخصیت ذہن میں آتی ہے؟ جواب: حضرت پیر رشید الدین صاحب "صاحب العَلَم" نے یہ الفاظ حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔ کی تصدیق میں کہے تھے۔ (انہوں نے کشفاً آنحضرت ﷺ سے پوچھا تھا کہ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیا یہ جھوٹا اور مفتری ہے یا صادق ہے؟ حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک طرف تو عام مجلس میں کھڑے ہو کر اور ہاتھ میں عصا لے کر تمام حاضرین کو سُنا دیا کہ میں حضرت اقدس کو اپنے دعویٰ میں برحق جانتا ہوں اور دوسری طرف آپ نے حضرت اقدس ۔۔۔۔۔ کی خدمت میں خط بھی لکھا)

سوال ۱۷: حضرت پیر "صاحب العَلَم" کی تصدیق کرنے والی باتیں حضرت اقدس ۔۔۔۔۔ کی خدمت میں کن دو احباب نے بیان کی تھیں؟ جواب: حضرت پیر صاحب کے خلیفہ عبد اللطیف صاحب اور شیخ عبد اللہ صاحب عرب نے یہ باتیں حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔۔ کی خدمت میں خود عرض کی تھیں۔

سوال ۱۸: ۱۸۹۶ء میں ایک جلسہ، جلسہ اعظم مذاہب عالم ہوا تھا۔ یہ جلسہ کس شخصیت کی تحریک سے منعقد ہوا؟ جواب: سوامی شوگن چندر کی تحریک سے یہ جلسہ منعقد ہوا۔

سوال ۱۹: سوامی شوگن چندر جی کا تعلق کس علاقے سے تھا؟ جواب: کنجاہ ضلع گجرات سے۔

سوال ۲۰: جلسہ اعظم مذاہب عالم کی طرز پر ایک جلسہ پہلے بھی ہو چکا تھا۔ یہ جلسہ کہاں پر ہوا۔ نیز ۱۸۹۶ء کے جلسہ اعظم مذاہب عالم کی کمیٹی کے صدر کون تھے؟ جواب: اجمیر میں ایک جلسہ منعقد ہوا تھا۔ ۱۸۹۶ء کے جلسہ کی کمیٹی کے صدر ڈاکٹر درگا پرشاد تھے دوسرے چیف سیکرٹری ہائیکورٹ لاہور کے پلیڈر لالہ دھنپت رائے ایل۔ ایل۔ بی تھے

سوال ۲۱: جلسہ اعظم کے لئے بنائی گئی کمیٹی نے پانچ سوالات تجویز کئے تھے۔ وہ سوالات (ترتیب وار) کیا تھے؟

جواب: اوّل: انسان کی جسمانی، اخلاقی اور رُوحانی حالتیں؟

دوم: انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ؟

سوم: دنیا میں انسان کی ہستی کی اصل غرض کیا ہے اور وہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟

چہارم: کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟

پنجم: علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

سوال ۲۲: جلسہ اعظم مذاہب کے لئے کون سی تاریخیں مقرر کی گئیں؟

جواب: ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء۔ بعد میں پبلک کے اصرار پر ۲۹ دسمبر کا ایک دن اور بڑھا دیا گیا تھا۔

سوال ۲۳: جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے کس مقام پر منعقد ہوا؟

جواب: انجمن حمایت اسلام لاہور کے ہائی سکول کے احاطہ میں یہ جلسہ منعقد ہوا۔

سوال ۲۴: جلسہ اعظم کی کارروائی چلانے کے لئے کتنے صدر صاحبان مقرر کئے گئے تھے؟

جواب: چھ صدر صاحبان مقرر ہوئے۔ ۱۔ رائے بہادر بابو پرتول چندر صاحب جج چیف کورٹ پنجاب۔ ۲۔ خان بہادر شیخ خدا بخش صاحب جج سمال کاز کورٹ لاہور۔ ۳۔ رائے بہادر پنڈت رادھا کشن صاحب کول پلیڈر چیف کورٹ سابق گورنر جموں۔ ۴۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی۔ ۵۔ رائے بھوانی داس صاحب ایم اے اکسٹرا اسسٹنٹ آفیسر جہلم۔ ۶۔ جناب سردار جواہر سنگھ صاحب سیکرٹری خالصہ کالج کمیٹی لاہور

سوال ۲۵: جلسہ اعظم میں مختلف مذاہب کے کل کتنے نمائندوں نے شرکت کی؟

جواب: کُل سترہ ۱۷ نمائندگان نے شرکت کی۔

سوال ۲۶: "مضمون بالا رہا" یہ بات حضرت مسیح موعود..... نے کس کتاب میں تحریر فرمائی ہے؟

جواب: حقیقۃ الوحی۔ (نشان نمبر ۱۲۳ کے تحت سارا واقعہ بیان کیا ہے۔

سوال ۲۷: اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر یہ پتہ چلا کہ جو مضمون آپ لکھیں گے وہی بالا رہے گا۔ اس کا عنوان کیا تھا؟

جواب: آپ نے ۲۱ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ایک ٹریکٹ لکھا تھا جس کا عنوان تھا

"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری"

سوال ۲۸: جلسہ اعظم میں پڑھا جانے والا حضرت مسیح موعود..... کا یہ مضمون کس عنوان سے چھپا؟

جواب: اسلامی اصول کی فلاسفی

سوال ۲۹: حضرت مسیح موعود..... کا مضمون جلسہ اعظم میں کس دن کتنے بجے شروع کیا گیا؟

جواب: دوسرے دن یعنی ۲۷ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ۱/۲ ۱ بجے یہ مضمون شروع کیا گیا۔

سوال ۳۰: جلسہ اعظم میں حضرت مسیح موعود..... کی طرف سے لکھا گیا مضمون کس نے پڑھ کر سنایا؟

جواب: حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ..... نے یہ مضمون پڑھ کر سنایا۔

سوال ۳۱: یہ الفاظ کس کی تقریر کے ہیں کہ " انبیاء فوت ہو چکے۔ اُمتِ محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے۔ بے شک وارثِ انبیاء ولی تھے۔ وہ کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے۔ وہ نظر نہیں آتے۔ زیرِ زمین ہو گئے۔ آج

اسلام اُن کرامت والوں سے خالی ہے اور ہم کو گذشتہ اخبار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے۔ ہم نہیں دکھا سکتے"؟

جواب: یہ الفاظ مولوی محمد حسین بٹالوی کی تقریر کے ہیں۔

سوال ۳۲: "میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمے کے اس کھُلی کھُلی معرفت کا پیالہ پیا ہو" یہ کس کے الفاظ ہیں؟ جواب: حضرت مسیح موعود..... کے کلمات طیبات ہیں۔

سوال ۳۳: "مضمون بالا رہا" کا الہام پوری شان وشوکت سے پورا ہوا۔ اور ہندوستان کے بیس کے قریب اخبارات نے اس بات کا اعتراف کیا۔ چند اہم اخبارات کے نام بتائیں جن کا تذکرہ تاریخ احمدیت جلد دوم میں کیا گیا ہے؟

جواب: سول اینڈ ملٹری گزٹ۔ پیسہ اخبار۔ چودھویں صدی۔ سراج الاخبار۔ مشیرِ ہند لاہور۔ صادق الاخبار (بہاولپور)۔ مُخبرِ دکن۔ پنجاب آبزرور۔ وزیرِ ہند سیالکوٹ۔

سوال ۳۴: کس کس زبان میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ چند اہم زبانوں کے نام بیان کریں؟

جواب: عربی۔ فارسی۔ انگریزی۔ جرمنی۔ انڈونیشی۔ ہسپانوی (سپینش)۔ چینی۔ کنیاری۔ ہندی۔ گورمکھی اور سواہیلی

سوال ۳۵: اسلامی اصول کی فلاسفی مضمون کا انگریزی ترجمہ کب اور کہاں سے چھپا؟ جواب: ۱۹۱۰ء کے وسط میں لندن سے چھپا

سوال ۳۶: "یہ کتاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کی بہترین اور سب سے زیادہ دلکش تصویر ہے" کس نے لکھا؟

جواب: "تھیوسوفیکل بک نوٹس" نے یہ بات اسلامی اصول کی فلاسفی کے بارے میں لکھی۔

سوال ۳۷: ۱۸۹۶ء میں احمدیت قبول کرنے والے جلیل القدر صحابہ کے نام بتائیں؟

جواب: مکرم ملک نورالدین صاحب۔ مکرم میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں۔ مکرم ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب قصور۔ مکرم مولوی عبدالمغنی صاحب جہلم۔ مکرم ماسٹر فقیر اللہ صاحب۔

سوال ۳۸: اُن رفقاء میں سے جنہوں نے ۱۸۹۶ء میں بیعت کی تھی ایک صاحب نے بیعت کے بعد خواب دیکھا کہ اُن کی عمر ۴۵ سال ہوگی۔ جب حضرت مسیح موعود..... کی خدمت میں اس بات کا ذکر ہوا تو حضرت اقدس..... نے فرمایا، خدا تعالیٰ اسے دُگنی کرنے پر بھی قادر ہے۔ چنانچہ ۹۰ سال کی عمر میں ہی اُن کا وصال ہوا۔ یہ کون بزرگ تھے؟

جواب: مکرم میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں۔

سوال ۳۹: مکرم ملک نورالدین صاحب..... کو وفات سے صرف ایک سال قبل اللہ تعالیٰ نے ایک سعادت عطا فرمائی۔ وہ سعادت کیا تھی؟ جواب: ملک صاحب کو حج بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا تھا۔

سوال ۴۰: مکرم ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب..... قصور کا نام ۳۱۳ (رفقاء) کی لسٹ میں کس نمبر پر موجود ہے؟

جواب: ۱۶۰ نمبر پر (ڈاکٹر صاحب نے جولائی ۱۸۹۹ء میں انتقال فرمایا اور آپ کی نمازِ جنازہ حضرت مسیح موعود..... نے پڑھائی)

## قبولِ احمدیت کی داستان

# "مَیں احمدی کیسے ہوا"

حضرت مسیح موعود......... کے ساتھ آسمانی وعدہ ہے

یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ

کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمیوں کے ذریعہ تیری مدد فرمائے گا جن کو آسمان سے وحی ہوگی۔ محترم سردار احمد صاحب خادم (سابق معلّم وقف جدید) ربوہ نے بھی اس پیشگوئی کے مطابق ایک دعا اور خواب کی بنا پر احمدیت قبول کی۔ موصوف ضلع گجرات کے ایک معروف قصبہ شادیوال کے قریبی گاؤں چوہال کے رہنے والے ہیں۔ جہاں آج سے پچاس سال پہلے کوئی احمدی نہ تھا۔ آپ کی قبولِ احمدیت کی یہ داستان آپ ہی کی زبانی ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

(ادارہ)

"مَیں احمدی کس طرح ہوا۔ ضلع گجرات کے گاؤں چوہال میں احمدیت کس طرح آئی۔ یہ نعمت مجھے ایک خواب کی بناء پر نصیب ہوئی۔ 1946ء میں خاکسار کی عمر 15 - 16 سال تھی۔ ایک شیعہ ذاکر قربان علی صاحب کی شاگردی میں مجالسِ محرم میں شامل ہوتا تھا۔ گھر والوں کا خیال تھا کہ یہ کچھ سمجھ بوجھ رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ سیکھ جائے گا۔ جہاں کبھی مجلس ہوتی مَیں ان کے ساتھ رہتا۔

### ذاکر کی دُعا:۔

ایک روز قریبی گاؤں میں مجلس تھی۔ ذاکر صاحب نے امام موسیٰ رضا پر مصائب کا ذکر کیا۔ اس کے بعد دعا کرائی اور اپنے طریق کے مطابق شہادت کی انگلی بغداد کی طرف کی اور یہ الفاظ کہے۔

"اے قادر قیوم خدا اے میرے رحیم ہم نے تیرے محبوبوں کے ساتھ محبت کی اور ان کے غم سے غم زدہ ہیں لیکن اے خدا ہم نے تیرے نور کی کسی تجلّی کو نہیں دیکھا۔ اگر ہم اس وقت ہوتے تو ضرور دیکھ لیتے۔ اے خدا تیری ایک تجلّی باقی ہے۔ اس زمانہ میں تیرے ایک مقبول مہدی قائم آلِ محمدؐ نے آنا ہے۔ اگر ہماری زندگی میں آئے تو ہم اسے دیکھ کر اپنی آنکھیں روشن کریں اور اپنے دل کی پیاس بجھائیں۔ ہم نے تو بارہ امام میں سے کوئی نہیں دیکھا"

جب ذاکر صاحب نے دعا کرائی تو خاکسار اس وقت بہت جذبات میں تھا۔ اس کے بعد شوقِ دید کے

لئے چھ ماہ تک یہی دعا کرتا رہا۔

**ایک خواب :۔** خاکسار ذاکر صاحب والی دعا کرتا رہا کہ ایک رات خواب دیکھا جو اب تک یاد ہے۔ خواب یہ تھا کہ میں دریائے چناب میں بہتا جا رہا ہوں (جو میرے گاؤں کے قریب ہے) اور جس طرح مُردہ تیرتا ہے اس طرح جا رہا ہوں۔ میرا منہ آسمان کی طرف ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اے میرے خدا میرے پاؤں زمین پر لگ جاویں اتنے میں میرے پاؤں مشرقی کنارے پر لگ گئے جبکہ میری بستی مغربی کنارے پر ہے (یہاں دریا کا بہاؤ جنوب مغرب کی طرف ہے) خاکسار مشرق کی طرف چلا جا رہا تھا کہ ایک ایسے مقام پر پہنچا جو پکّی اینٹوں سے بنا ہوا تھا اور اس کے دروازے ڈاٹ والے (گولائی میں) تھے۔ جس طرح پرانی مسجدوں کے برآمدے ہوتے تھے۔ اس کے سامنے آم کے درخت تھے۔ اس وقت میرے سامنے ایک آدمی دروازہ میں کھڑا بلند آواز سے کہتا ہے "یہ سچّا امام خدا کا ہے۔ یہ سچّا امام خدا کا ہے"۔ میں اس کی آواز سُن کر بہت خوش ہوتا ہوں اور اس کو کہتا ہوں کہ کہاں ہے وہ امام؟ تو وہ مجھے کہنے لگا دو دروازے بند ہو گئے تیسرے میں داخلہ کھلا ہے فوراً داخل ہو جاؤ۔ جب میں تیسرے دروازے میں داخل ہوا تو ایک بزرگ دیکھے جن کے سامنے میں نے گھٹنے ٹیک دیئے اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیا۔ میں خوشی اور محبت سے جیسے کوئی بچھڑا ہوا مل جاتا ہے ملتا ہوں اور آنسو بہہ پڑتے ہیں۔ یہ آنسو سچ مچ بہتے ہوئے میرے کانوں تک آئے اور میں جاگ پڑا۔ اس نظارہ کے لئے میں نے بار بار آنکھیں بند کیں تا کہ اس سے لطف اٹھاؤں مگر دوبارہ یہ نظارہ نہ دیکھ سکا۔

**ایک بزرگ احمدی سے ملاقات :۔** اس خواب کے بعد ہمارے گاؤں میں بہاولپور کے ایک بزرگ احمدی محمد لطیف قریشی آئے۔ گاؤں میں ایک ہی مسجد تھی جس میں شیعہ سُنّی نماز پڑھتے تھے۔ وہ بزرگ بھی نماز پڑھنے گئے۔ وہاں احمدیت کے بارہ میں گفتگو ہوئی اور سُنّی مولوی صاحب نے لڑکوں کے ذریعہ ان کی پٹائی کروا دی۔ جب وہ اپنے میزبان کے ہاں گئے تو میں بھی ان کے ہاں گیا اور کہا کہ آپ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ وہ بزرگ کہنے لگے کہ ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان قربان کرتے ہیں۔ کیا آپ نے امام مہدی کا ذکر سُنا ہے؟ میں نے کہا میں تو اس کی آمد کے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ اپنے استاد کا حوالہ دیا۔ وہ بزرگ بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ جب دعا کرتے ہو تو کبھی خواب نہیں دیکھا۔ میں نے جواب دیا کہ خواب تو دیکھا ہے۔ مگر پتہ نہیں چلا۔

## خواب کی تعبیر اور قادیان روانگی:۔

میں نے اس احمدی بزرگ کو خواب بتایا۔ تو انہوں نے اس کی تعبیر یہ کی۔ دریا میں بہنا اور پاؤں نہ لگنے سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے مذہب کی تحقیق کرو گے تو اس کی بنیاد دلائل پر نہ ہوگی۔ اگر آسمانی مدد طلب کرو گے تو تمہارے قدم مشرق میں لگیں گے۔ جس سے مراد قادیان ہے۔ (گولائی دار اور محرابی دروازوں والی عمارت اور آم کے پودوں کا نقشہ قادیان میں جا کر دیکھا۔) دو دروازے بند اور تیسرا کھلا ہے اس سے مراد حضرت مسیح موعود اور آپ کے پہلے جانشین کی وفات کے بعد تیسرا دروازہ کھلا ہے جو حضرت مسیح موعود...... کے دوسرے جانشین کا ہے۔

اس بزرگ نے ایک کتاب کشتی نوح مجھے دی اور خود چلے گئے۔ تو اس کا بڑا اثر ہوا۔ ہمارے گاؤں میں تو کوئی احمدی نہ تھا۔ مزید معلومات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ قریبی گاؤں حسنوکی سدوکی کے ایک احمدی بزرگ حضرت مولوی امام الدین صاحب جنہوں نے حضرت مسیح موعود...... کی زیارت کی تھی اور آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا تھا میں ان کے پاس گیا۔ اور ان پر اپنے قادیان جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپریل میں مجلس شوریٰ پر قادیان جانا ہے آپ ساتھ چلنا۔ چنانچہ خاکسار مجلس مشاورت پر قادیان گیا۔ مجلس مشاورت کالج میں ہو رہی تھی جب وہ نظارہ دیکھا تو ہو بہو خواب والا منظر تھا۔ وہی ڈاٹ والے یعنی گول محرابی برآمدے تھے۔ جب حضرت مصلح موعود...... پر نگاہ پڑی تو پہلی ہی نظر میں مصلح موعود کے چہرے کو شناخت کر لیا۔ میں نے کہا کہ میری بیعت کرائیں۔ حضرت مولوی صاحب مجھے کہنے لگے۔ فکر نہ کریں اور جلدی نہ کریں۔ مگر میرا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان میں ہی بیعت کر کے حق کو قبول کرنے کی توفیق پائی۔ اس کے بعد میرے خلاف مخالفت کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ مگر دوسروں تک پیغامِ حق پہنچانے کا شوق بڑھتا چلا گیا۔ گاؤں والوں نے مجھے "راہ راست" پر لانے کے لئے بڑے بڑے جلسے کروائے۔ علماء کرام بلائے گئے۔ تقریریں کروائی گئیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے میری مدد کی۔ اور حق کا بول بالا ہوا۔ کچھ عرصہ بعد دو اور دوستوں کو بھی قبولِ حق کی توفیق ملی۔ وہاں دعوت الی اللہ کا کام ایک عرصہ تک جاری رہا۔ بالآخر مجھے وقفِ جدید میں خدمتِ دین کا موقعہ ملا۔ بعد میں اس گاؤں میں مزید ترقی ہوئی۔ اب وہاں چھ ۶ گھرانے احمدی ہیں۔ اور چھوٹوں بڑوں کی تعداد ۴۰ سے زائد ہے۔ اور باقاعدہ جماعت قائم ہو گئی ہے۔ میری بیعت کی سب سے زیادہ مخالفت کرنے والے چوہدری غلام حیدر صاحب ایک سال کے اندر احمدی ہو گئے۔ الحمد للہ۔

# قراردادِ تعزیت

مجلس عاملہ جماعت احمدیہ شیخوپورہ کا یہ اجلاس اپنے محبوب امیر حضرت چوہدری محمد انور حسین صاحب کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت امیر صاحب لڑکپن میں احمدی ہوئے اور نہایت اخلاص اور وفا کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ احباب کے لئے نہایت شفقت اور ہمدرد دل رکھنے والے، بلاشبہ مادرِ مہربان کی مانند وجود تھے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارہ میں جو ذکرِ خیر فرمایا ہے اس سے آپ کی شخصیت اور مقام واضح ہے۔

مجلس عاملہ آپ کی بلندئ درجات کے لئے دعا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خلاء کو اپنے فضل سے پُر کر دے جو اس عظیم سانحۂ وفات سے پیدا ہوا ہے۔ اور ہمیں آپ کے نقشِ قدم پر چل کر مثالی خدمت کی توفیق دے۔

نوٹ: حضرت چوہدری صاحب کے بارہ میں ایک قراردادِ تعزیت مجلس انصاراللہ اسلام آباد شرقی نے بھجوائی ہے اور بلندئ درجات کی دعا کی ہے۔

---

## تعزیت و دُعا

○ جماعت احمدیہ دوالمیال محترم ملک ممتاز احمد صاحب امیر ضلع چکوال کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ آنمکرم نے تقریباً ۶۸ سال عمر پائی۔ آپ نے تقریباً ۲½ سال ۵ مارچ ۱۹۹۳ء تا دمِ واپسیں (۲۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء) بطور امیر ضلع چکوال اور اس سے قبل بطور ناظم انصاراللہ ضلع چکوال اور امیر جماعت دوالمیال خدمات سرانجام دیں۔ آپ بڑی صفات کے مالک تھے۔ ہمدردئ خلق میں پیش پیش تھے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے محبت اور ادب و احترام ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ جماعت سے حد درجہ کی محبت تھی۔ ہمیشہ ضرورت مندوں کا خیال رکھتے اور کسی کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے تھے۔ اپنے فرائض نہائت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور آپ کی خوبیاں آپ کی آئندہ نسلوں میں بھی قائم رکھے۔ آمین

○ مکرم خالد احمد صاحب شمس مربی سلسلہ ضلع جھنگ اطلاع دیتے ہیں:۔

کہ ہمارے ایک مخلص داعی الی اللہ میاں حمید احمد صاحب علی کا ر کے ایک حادثہ میں مورخہ ۲۵ ستمبر ۹۵ء

کو وفات پا گئے۔ مربیان ضلع جھنگ ان کی ناگہانی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

محترم میاں حمید احمد علی صاحب میاں بشیر احمد صاحب سابق امیر ضلع جھنگ کے بیٹے اور موجودہ امیر ضلع جھنگ میاں محمود احمد صاحب بشیر کے برادر اصغر تھے۔ آپ بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ جماعت کے لئے بہت غیرت وحمیت رکھنے والے تھے۔ جماعت کے خلاف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کا بڑی مستعدی سے جواب دیا کرتے تھے۔ آپ ایک مقبول شخصیت تھے۔ اپنے علاقہ میں بڑے بڑے زمینداروں اور افسران سے گہرے تعلقات اور مراسم رکھتے تھے۔ جماعتی کاموں میں بھی ہمیشہ پیش پیش ہوتے۔ مجلس عاملہ کے رکن رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی اولاد بھی انہی خوبیوں کی وارث بنے۔ آمین

○ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ اسلام آباد اطلاع دیتے ہیں کہ جماعت احمدیہ اسلام آباد کے جملہ ممبران مکرم سید ناصر ارتضیٰ علی صاحب کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ آپ مورخہ ۱۸۔ستمبر ۱۹۹۵ء کو مختصر علالت کے بعد اسلام آباد میں وفات پا گئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۱ برس تھی۔ آپ موصی تھے۔ انتہائی نیک، دعاگو، مخلص اور خاموش کارکن تھے اور ایک لمبے عرصہ سے اسلام آباد میں سیکرٹری امورِ خارجہ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ اس سے پہلے کراچی میں بھی کافی لمبا عرصہ جماعتی خدمات میں گزارا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے قربِ خاص سے نوازے۔ اور آپ کی اولاد کو آپ کے نقشِ قدم پر چلائے۔

---

## آپ کے خطوط

○ محترم ایم۔ ایس خالد صاحب دارالرحمت وسطی ربوہ لکھتے ہیں:۔

جب بھی رسالہ ملتا ہے۔ روحانی مائدہ سے تسکینِ روح کا وافر اہتمام کر جاتا ہے۔ اکتوبر کا یہ زیرِ نظر شمارہ "محبتِ الٰہی" نمبر قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسوۂ حسنہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ تعالیٰ سے انتہا درجہ کی محبت پر مضمون ایک گہری روحانیت دل و دماغ میں پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے محبت وعشق کی پیارے آقا دو عالمؐ کے اسوۂ حسنہ کے حوالے سے۔ یہ مضمون کس نے لکھا؟ اس کے لئے کچھ ادھر ادھر دیکھ کر یعنی تلاشِ بسیار کے بعد ہی معلوم ہوا کہ یہ "ایڈیٹر" کا لکھا ہوا ہے۔ ازراہ کرم تمام مضمون لکھنے والے حضرات کے پورے نام سے آگاہی کے لئے نہ صرف پورا نام لکھیں بلکہ اگر ضرورت ہو تو تعارف بھی کرا دیا جائے۔ (ادارہ اس تجویز کو مدِنظر رکھے گا)

---

# کھلے ہیں پھول چمن میں بہار آئی ہے

سنو سنو کہ تمہیں ہم سنانے آئے ہیں
پیامِ حق جو ملا وہ بتانے آئے ہیں

کھلے ہیں پھول چمن میں بہار آئی ہے
خزاں کا دور گیا یہ بتانے آئے ہیں

خزانہ صدیوں سے معدوم تھا جو دنیا میں
اسی خزانے کی دولت لٹانے آئے ہیں

خوشا نصیب کہ ہے مائلِ کرم ، ساقی
جو تشنہ لب ہیں انہیں پلانے آئے ہیں

طلوعِ شمس جو ہونا تھا غرب سے پیارو
وہ ہو چکا ہے یہ مژدہ سنانے آئے ہیں

بتوں پہ لرزہ طاری ہے کہ اُن کو بھی
کسی جری کے مجاہد گرانے آئے ہیں

رہِ حق میں جو کانٹے پڑے تھے مدت سے
وہ کانٹے راہگذر سے ہٹانے آئے ہیں

زمانے بھر کو ملے گی روشنی ہم سے
چراغِ راہ ہیں ظلمت مٹانے آئے ہیں

خواجہ خورشید احمد سیالکوٹی

# "کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے"

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ..... جلسہ مذاہب عالم لاہور ۲۶ تا ۲۹۔ دسمبر میں اپنے مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں پانچویں سوال علم یا گیان و معرفت کے ذرائع اور وسیلے کیا کیا ہیں کے ضمن میں فرماتے ہیں:-

"اے عزیزو! اے پیارو!! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا۔ یقیناً سمجھو کہ کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے جو خدائے تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مُہر لگا دے اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے۔ بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو۔ تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے۔ وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہیئے۔ تا تم اس پانی کو پی سکو۔ یہی کرنا چاہیئے کہ اُفتاں وخیزاں اس چشمہ تک پہنچو، پھر اپنا منہ اس چشمہ کے آگے رکھ دو تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ۔ انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے کہ جہاں روشنی کا پتہ لگے اُسی طرف دوڑے اور جہاں اس گم گشتہ دوست کا نشان پیدا ہو، اُسی راہ کو اختیار کرے۔ دیکھتے ہو کہ ہمیشہ آسمان سے روشنی اُترتی ہے اور زمین پر پڑتی ہے۔ اسی طرح ہدایت کا سچا نُور آسمان سے ہی اُترتا ہے۔ انسان کی اپنی ہی باتیں اور اپنی ہی اٹکلیں سچا گیان اس کو نہیں بخش سکتیں۔ کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلّی کے پا سکتے ہو؟ کیا تم بغیر اس آسمانی روشنی کے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو؟ اگر دیکھ سکتے ہو تو شاید اس جگہ بھی دیکھ لو۔ مگر ہماری آنکھیں گو بینا ہوں تاہم آسمانی روشنی کی محتاج ہیں اور ہمارے کان شنوا ہوں تاہم اس ہوا کے حاجت مند ہیں جو خدا کی طرف سے چلتی ہے۔ وہ خدا سچا خدا نہیں جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے۔ بلکہ کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا پتہ دیتا رہا ہے اور اب بھی اس نے چاہا ہے کہ اپنے وجود کا پتہ دیوے۔ آسمانی کھڑکیاں کھُلنے کو ہیں۔ عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے۔ مبارک وہ جو اُٹھ بیٹھیں اور اب سچے خدا کو ڈھونڈیں........"

(روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۳-۴۴۴)

◎